درودِ تاج

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ڈاکٹر منظور احمد سعیدی

ادارۂ مسعودیہ
۵/۶/۲-ای، ناظم آباد کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا○ (۵۶/احزاب/۳۳)

درود تاج

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ڈاکٹر منظور احمد سعیدی

پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ

۵/۲۰، ۶/۲۰، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء)

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درود تاج قرآن وحدیث کی روشنی میں

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اچانک تشریف لائے، چہرۂ مبارک خوشی سے دمکتا ہوا۔ فرمایا: ''مجھے مبارک باد دو، مجھے مبارک باد دو!'' صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حیرت سے عرض کیا: ''ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، یارسول اللہ! کس بات کی مبارکباد؟'' ...... فرمایا: ''مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا جہاں سے محبوب ہے'':

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[۱]

(بیشک اللہ اور اس کے سارے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر،
اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو)

یہ سنتے ہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیک زبان عرض کیا: ''یارسول اللہ! مبارک ہو، مبارک ہو''[۲] ......

قرآن کریم میں ۶۶۶۶ (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) آیات ہیں مگر یہ محبوب ترین آیت ہے، ہم کو بھی محبوب ہونی چاہئے ہماری پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی سے ہونا چاہئے، ...... جو آپ کو

۱...... القرآن، ۵۶/ احزاب/ ۳۳

۲...... جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، ۵/ ۲۱۵

پسند ہے اس کو ہم پسند کریں، جو آپ کو ناپسند ہے، اس کو ہم ناپسند کریں۔ یہی اتباع سنت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پیروی کی روح ہے۔ اس پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں کائناتی راز ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پسندیدگی، ناپسندیدگی وحی الٰہی کے تابع ہے جس نے ہم کو صدیوں کے تجربوں سے بے نیاز کر کے نتائج تک پہنچا دیا، یہی اس کا امتیاز ہے جو عقل والوں کے لئے قابل توجہ ہے جو تجربوں پر یقین رکھتے ہیں۔

تو ذکر تھا آیت کریمہ کے نزول کا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، ''ہم درود کس طرح پڑھیں''؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا[1] اس کے علاوہ اور درود شریف بھی ارشاد فرمائے جن کو آٹھویں صدی کے مشہور محدث ابن قیم جوزی م ۷۵۱ھ نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی خیر الانام''[2] میں اور ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''جذب القلوب الی دیار المحبوب''[3] میں نقل کیے ہیں، لیکن ہم کو ایک ہی درود شریف معلوم ہے۔ اصل میں درود کا مقصد آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان ہے لیکن چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم میں کمال عجز وانکساری تھی؛ اس لئے جو درود پاک آپ نے ارشاد فرمائے ان میں آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان نہیں، بلکہ ہر درود پاک میں اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کیا گیا ہے کہ تو ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر درود بھیج ہم تو اس لائق نہیں اور اس میں شک بھی کیا ہے؟

۱...... بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث: ۳۳۷۰

۲...... شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم جوزی (م۔۷۵۱ھ) نے، جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی خیر الانام (ص:۸۴۔۹۱) مطبوعہ (لائلپور) فیصل آباد۔

۳...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، کلکتہ ۱۸۴۵ء

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو درود پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ارشاد فرمائیں وہی پڑھیں بلکہ براہ راست تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[۱]

(اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت صلحائے امت نے اپنے اپنے ذوق وشوق کے مطابق درود شریف ارشاد فرمائے، یہ ان کے نفس کی خواہش نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل تھی، اگر وہ درود شریف نہ لکھتے تو نافرمانی ہوتی۔ پھر ہر درود پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تعریف وتوصیف ہے اور فضائل وکمالات کا بیان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تعریف وتوصیف کی ہے اور فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔ درود تاج بھی انہیں درودوں میں سے ایک درود ہے جو گزشتہ آٹھ سو سال سے سننے والے سن رہے ہیں، یہ آج یا کل کی بات نہیں جو ہم اور آپ رد کردیں۔ محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتی ہے، کوئی جھوٹی بھی تعریف کرے تو کوئی عاشق تعریف کرنے والے کو لقمہ نہیں دیتا بلکہ خوشی خوشی سنتا رہتا ہے اور جب سچی تعریف کی جائے تو عاشق کے دل کو کیوں نہ بھائے؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ درود تاج میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے فکر وعمل کی رہنمائی قرآن وسنت سے ہی ہوتی ہے۔ ایک بنیادی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ساری خوبیاں سارے فضائل وکمالات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں، اس پر ایمان ضروری ہے ورنہ محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں درود تاج کا جائزہ لیتے ہیں:

۱..... قرآن کریم ۵۶/احزاب/۳۳

الّٰلھم صل علی سیدنا ومولیٰنا محمد
صاحب التاج والمعراج والبراق و العلم

اے اللہ! رحمت فرما ہمارے سردار اور ہمارے مالک و مددگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر جو تاج والے ہیں، جو معراج والے ہیں جو بُراق والے ہیں، جو جھنڈے والے ہیں۔

شروع کے تین الفاظ تو درود ابراہیمی میں موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہمارے مالک و مددگار اور سردار ہیں، اس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ[1]

(نبی مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک و مولیٰ ہے)

اور جو حدیث شریف میں آتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الأخرة ولا فخر[2]

(میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔)

۱۔۔۔قرآن کریم، ۲/احزاب/۳۳

۲۔۔۔(ا) مصنف ابی شیبہ: ج ۱۱، ص ۴۱۱، بیروت

(ب) ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، بیروت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا نام نامی 'محمد' صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم قرآن کریم میں ہے[۱] اور ہر آسمانی کتاب اور صحیفے میں ہے[۲] حتیٰ کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی ہے۔[۳] بلکہ جدید تحقیق یہ سامنے آئی ہے کہ ہر انسانی وجود کے داہنے پھیپھڑے پر نام نامی 'محمد' صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم موجود ہے۔[۴] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم صاحب التاج ہیں، خود فرمایا:

عمامے عرب کے تاج ہیں[۵]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا سفر معراج تو معروف ومشہور ہے، تفصیلات قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ ابتدائی سفر معراج کا ذکر سورہ اسراء کی اس آیت میں ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا[۶]

(پاکی اس کی جو راتوں رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔)

ابتدائی سفر کے بعد پھر اگلے سفر کا ذکر سورہ نجم کی بعض آیات میں ہے۔[۷]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے جس سواری پر سفر کیا احادیث شریف میں اس کا نام براق آیا ہے۔[۸] (مشکوٰۃ) ...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

۱......قرآن کریم، ۲۹/فتح/۴۸، ۶/صف/۶۱

۲......انجیل برناباس، ۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

۳......رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۳، منتر ۴

۴......روزنامہ البلاد (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

۵......کنز العمال، حدیث: ۴۱۱۳۲، ۴۱۱۳۳ اور کشف الخفا للعجلونی ۲/۱۹۴، مکتبہ دار التراث

۶......قرآن کریم، ۱/اسراء/۱۷

۷......قرآن کریم، ۶/نجم/۵۳ اور ۱۳/الحج/۱۷

۸......بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، حدیث: ۳۲۰۷

کے کئی جھنڈے تھے، سفید و سیاہ[۱]...... اور ایک مقدس جھنڈے کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے خود فرمایا:

بیدی لواء الحمد ولا فخر ومن دونی تحت لوائی ولا فخر.[۲]

(اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس پر مجھے فخر نہیں آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اس پر بھی مجھے فخر نہیں ۔)

دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم

(بلاؤں، وباؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں کے دور کرنے والے ہیں)

عادت الٰہی ہے کہ ایک کو دوسرے سے دفع فرماتا ہے، اور حکمت یہ بیان فرمائی کہ فساد عام نہ ہو جائے؛ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لا لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ.[۳]

(اور اگر نہ ہو اللہ کا دفع کرنا لوگوں کو بعض کو بعض سے البتہ تباہ ہو چکی ہوتی زمین ۔)

۱...... مسند احمد، ج:۱، ص:۲۸۱

۲...... مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث:۲ اور ترمذی شریف حدیث:۳۱۴۸، ۳۶۱۵

۳...... قرآن کریم، ۲۵۱/ بقرہ/۲

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ[۱]

(اور نہ ہوتا ہٹاتے رہنا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض سے تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور عیسائیوں کے گرجے، اور یہودیوں کے عبادت خانے)

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے بہت سی معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں اور بیماریوں اور مصیبتوں کو دفع فرماتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی بعثت کے وقت معاشرے میں غلامی، جوئے بازی، سود خوری کی بلائیں، ظلم وستم، قتل وغارت گری اور لوٹ مار کی وبائیں، شراب خوری، زنا کاری، حسد ودشمنی کی بیماریاں، امن وانصاف، سچائی، وفا شعاری کا قحط، غربت ومسکینی اور مظلومیت کی مصیبتیں تھیں...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم معاشرتی اور روحانی وباؤں اور بلاؤں کو دفع کرنے آئے تھے اور حیرت انگیز طور پر دفع ہوگئیں..... بلکہ آپ کے وجود مقدس سے عذاب تک ٹل گئے، دفع ہوگئے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ ط[۲]

(اور اللہ عذاب بھیجنے والا نہیں جب کہ تم ان میں ہو)

قوم لوط پر کنکریوں کا عذاب آیا:

۱..... قرآن کریم، ۴۰/ حج/ ۲۲

۲..... قرآن کریم، ۳۳/ انفال/ ۸

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝[1]

(تو ہم نے کردیا اس کو تہہ و بالا اور برسایا ہم نے ان پر کنکر یلے پتھر)

قوم عاد وثمود پر کڑک کا عذاب آیا:

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝[2]

(تو پکڑا ان کو خاص کڑک نے اس پر جو وہ کما چکے تھے)

بنی اسرائیل پر طوفان، ٹڈی، گھن، دیمک، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب آیا:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ الآیۃ.[3]

(کہ بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی، اور جوئیں (گھن، دیمک) اور مینڈک اور خون)

فرعون اور اس کی قوم پر پانی کا عذاب آیا اور سب ڈوب گئے مگر فرعون کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے باقی رکھا:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝[4]

(تو پھٹ گیا اور ہو گئے دونوں سمت جیسے بڑا پہاڑ)

۱..... قرآن کریم، ۷۴/ حجر/ ۱۵

۲..... قرآن کریم، ۴۴/ ذریت/ ۵۱، ۱۷/ فصلت/ ۴۱

۳..... قرآن کریم، ۱۳۳/ اعراف/ ۷

۴..... قرآن کریم، ۶۳/ شعراء/ ۲۶

ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ۝[1]

(پھر ڈبو دیا ہم نے دوسری جماعت والوں کو)

اور اصحاب فیل کو پرندوں اور کنکریوں سے تہس نہس کر کے رکھدیا

وَاَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۝ لا تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ

مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۝ لا فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ۝[2]

(اور چھوڑ دیں ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں جو پھینکتی تھیں ان پر پتھر کی کنکریاں تو کردیا انہیں جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔)

آپ نے ملاحظہ فرمایا: پچھلی اقوام پر کیسے کیسے عذاب آئے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے امت مسلمہ کو ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھا۔ عذاب کی صورتیں مختلف ہیں، وہ وبا اور بلا کی صورت میں بھی آسکتا ہے، قحط کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ بیماری کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ کسی بھی مصیبت کی صورت میں آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر ہر قسم کے عذاب کو دفع کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو 'دافع' بنا دیا۔ حقیقی 'دافع' تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو 'مجازی دافع' بنا دیا۔ یہ اس کا کرم ہے۔

اصل میں نبی ورسول کو اللہ تعالیٰ ڈاکٹر وحکیم بنا کر نہیں بھیجتا، یہ چیزیں ان کے مقام عالی سے بہت ہی فروتر ہیں، شاید بعض لوگوں نے (معاذ اللہ) ایسا ہی سمجھا ہے اس لئے وہ لفظ 'دافع' پڑھ کر چونک جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جامع

۱.....قرآن کریم، ۶۶/شعراء/۲۶

۲.....قرآن کریم،۴/فیل/۱۰۵

جسمانی علاج کے لیے شہد کی مکھی سے ایسا محلول تیار کرایا[1] کہ ہر حکیم وڈاکٹر حیران ہے، جسمانی علاج تو اللہ تعالیٰ مکھیوں کے ذریعہ کرادیتا ہے۔ حکیم وڈاکٹر کا تعلق اسباب سے ہے اور انبیاء ورسل کا تعلق مسبب الاسباب سے انہوں نے بھی علاج کئے ہیں مگر حیرت ناک، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبروص کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تو جسم کے داغ دھبے سب ختم ہوجاتے۔[2]

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے بھی ایسے بہت سے معجزات ثابت ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے، لیکن نبی ورسول کا کام تزکیہ نفس ہے، وہ تزکیہ نفس سے معاشرے کی معاشرتی اور روحانی بیماریوں کو دفع کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں حقیقت کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔۔ ایک جگہ فرمایا:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ[3]

(اے لوگو! بیشک تمہارے پاس نصیحت آ گئی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور امراض سینہ کے لئے تندرستی)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ

۱..... قرآن کریم ۶۹/ نحل/ ۱۶

۲..... قرآن کریم، ۴۹/ آل عمران/ ۳

۳..... قرآن کریم، ۵۷/ یونس/ ۱۰

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○[1]

(بیشک احسان فرمایا اللہ نے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہیں میں سے تلاوت کرے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرے ان کو اور سکھائے ان کو کتاب وحکمت ورنہ ضرور وہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔)

اور تو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی آمد آمد کے لیے دعا فرمائی، تو اس دعا میں بھی اس حقیقت کو واضح فرمایا۔ آپ نے دعا فرمائی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○[2]

(اے ہمارے پروردگار اور بھیج دے ان میں ایسا رسول ان میں سے کہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے انہیں کتاب اور حکمت اور پاک صاف فرمائے ان کو بیشک تو ہی غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور دلوں کا پاک کرنا تھا۔ آپ نے ہم کو یہ عظیم تصور دیا کہ انسان سنور گیا تو سارا جہاں سنور گیا اور انسان اگر بگڑ گیا تو سارا جہاں بگڑ گیا۔۔ آج پورا

۱......قرآن کریم، ۱۶۴/ آل عمران/ ۳

۲...... قرآن کریم، ۱۲۹/ بقرہ/ ۲

معاشرہ وباؤں، بلاؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا نہ تھا کہ آپ ''دافع الوباء والبلاء'' موجود تھے۔

آپ نے بلاؤں اور وباؤں کا دفع کیا...... آپ کے عہد مبارک میں خشک سالی نے جینا مشکل کر دیا، نماز جمعہ میں خطبۂ جمعہ کے لئے ممبر پر چڑھتے ہوئے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارش کی دعا کے لیے عرض کیا، دعا فرمائی، ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی اور مسلسل ایک ہفتے تک ہوتی رہی[۱] سارا مدینہ جل تھل ہو گیا، نقصانات ہونے لگے، دوسرے جمعہ کو انہیں صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مدینہ منورہ پر مینہ نہ برسنے کی دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی:

اللھم حوالینا لاعلینا[۲]

(اے اللہ ہم پر بارش نہ برسا، اردگرد برسا)

دعا کرنی تھی، مدینہ منورہ پر بارش رک گئی، مدینہ منورہ کے اردگرد برسنے لگی۔ آپ کے بچپن میں آپ کو گود میں لے کر بارش کی دعا مانگی تو اس زور سے بارش ہوئی کہ وادی و تالاب بھر گئے۔[۳]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ظاہری اور جسمانی امراض کا ایسا علاج فرمایا کہ عقل حیران رہ گئی۔

۱...... بخاری شریف، کتاب الاستقاء، باب من تمطر فی المطر۔

۲...... فتح الباری، ۲/۴۹۴، ۲/۵۱۹ اور مسلم شریف، کتاب صلوۃ الاستسقاء باب الدعا فی الاستقاء، حدیث: ۲/۹، ۶۱۴

۳...... تفسیر مواہب الرحمٰن، ص: ۹۳۱

(۱) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر سخت کھجلی تھی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ان کے پیٹ اور پیٹھ پر دست شفاء پھیرا تو وہ صحت یاب ہو گئے اور ایسی خوشبو میں بس گئے جو کبھی نہ گئی۔[۱]

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے پانی پر دم کیا اور اس میں لعاب دہن ڈالا پھر یہ پانی فاتر العقل کو پلایا گیا تو وہ صحت یاب ہو گیا۔[۲]

(۳) سلیمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں غزوہ خیبر میں تلوار کے شدید زخم آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے تین بار دم کیا تو زخم ٹھیک ہو گیا۔[۳]

(۴) عبداللہ بن غلیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرنے سے پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ عمامہ سے باندھ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، فرمایا، پاؤں پھیلاؤ، پاؤں پھیلایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس ہوا کہ کوئی تکلیف نہ تھی۔[۴]

(۵) حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں جھلس گئے تھے، ان کی ماں خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنا لعاب دھن ان کے منہ میں ڈالا اور زخمی ہاتھ پر ملا اور دعا کی، اس سے پہلے کہ ماں آپ کو اٹھا کر لے چلتی، بالکل ٹھیک ہو گئے۔[۵]

۱.....اسد الغابہ، ج:۳، ص:۳۶۵

۲.....مسند احمد، ج:۶، ص:۲۷۹

۳.....بخاری شریف، ج:۲، ص:۶۰۵

۴.....بخاری شریف، ج:۲، ص:

۵.....البدایہ والنھایہ، ج:۶، ص:۱۶۲

(۶) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا جبہ شریف دھو کر اس کا دھون بیماروں کو پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہوجاتے تھے۔[۱] آپ کی دعا سے بیماریاں ٹل گئیں۔[۱]

اس قسم کے واقعات بکثرت احادیث شریفہ میں مذکور ہیں مگر جب سے ہم کو یہ بتایا گیا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہم جیسے بشر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے فضائل میں نہ قرآنی آیات سنائی گئیں، نہ احادیث شریفہ دکھائیں تو ایسے واقعات سن سن کر مسلمان چونکتے ہیں اور کف افسوس ملتے ہیں کہ ہم کو تو یہ نہیں بتایا گیا۔

قحط کی باتیں بھی آپ نے سنیں اور بیماریوں کی باتیں بھی، اب مصیبت والم کی ایک بات سماعت فرمائیں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دفع فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے عہد مبارک میں معاشرے میں عورت کو زمین پر چلنے کا بھی حق نہ تھا، چرند پرند چرسکتے تھے مگر یہ نہ چل سکتی تھی، اس کی قسمت میں زمین میں دفن ہونا تھا، وہ دفن کی جاتی تھی، یہ کتنی بڑی آفت تھی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ختم کیا اور عورت کو وہ وقار بخشا کہ دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے، آج تک وہ وقار نہ مل سکا۔ عورت کو خوب معلوم ہے کہ آج وہ کس کرب میں مبتلا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی پیاری بچی کا غمناک قصہ سنایا۔ عرض کیا، بچی کو سیر کے بہانے تیار کیا، جنگل لے گیا، گڑھے میں ڈالا، وہ بچی پکارتی رہی، ابا ابا؟۔۔۔ مگر میں اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک اس کی آواز بند ہوگئی...... وہ صحابی (رضی اللہ عنہ) بھی زار و قطار رو رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بھی آنسو بہا رہے تھے، اور فرماتے جاتے، پھر بیان کرو، وہ صحابی رضی اللہ عنہ، پھر بیان کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

۱..... مسلم شریف، ج:۲، ص:۱۹۰

وصحبہ وسلم آنسو بہاتے جاتے۔[1]

ہاں خواتین کی یہ مصیبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے صدقے دفع ہوگئی۔

انسان، انسان کا دشمن تھا، برسوں انتقام کی جنگیں لڑی جاتی تھیں، ہر قبیلہ اس میں گرفتار تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے حیرت انگیز طور پر اس مصیبت والم کو دفع فرمادیا۔ قرآن کریم شاہد ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط [2]

(اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کہ جب کہ تم باہم دشمن تھے، کہ الفت پیدا کی تمہارے دلوں میں تو ہوگئے تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی اور تم غار جہنم کے کنارے پر تھے تو نکالا تم کو اس جہنم سے۔)

ہماری نظر محدود ہے، جب وبا کا ذکر آتا ہے تو طاعون کی طرف دھیان جاتا ہے، جب قحط کا ذکر آتا ہے تو اناج اور پانی کی طرف دھیان جاتا ہے، جب مرض کا ذکر آتا ہے تو نمونیہ، موتی جھرہ، یرقان، سرطان کی طرف دھیان جاتا ہے، جب الم کا ذکر آتا ہے تو معاش کی تنگی یا پانی وبجلی کی مصیبت کی طرف دھیان جاتا ہے۔۔۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اُس مقام عظمت پر فائز ہیں، جہاں معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں، بیماریوں اور مصیبتوں کا علاج کیا جاتا ہے، جہاں کمزوروں کو قوی بنایا جاتا ہے، جن کو دنیا والے نہیں دیکھتے تھے ان کو سب دیکھنے

1۔۔۔۔۔سنن الدارمی، 1/14، کراچی

2۔۔۔۔۔قرآن کریم، 103/3، آل عمران/3

لگے۔۔ ہر قسم کی معاشرتی و روحانی بلا و وباء، قحط و بیماری اور مصیبت دفع کردی گئی۔۔۔ اسی لئے آپ کو "دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم" کہا گیا۔۔۔ ان الفاظ کے پیچھے تاریخی حقیقتیں جھلک رہی ہیں۔ جس نے قرآن وحدیث نہیں پڑھے اس کو ضرور اچھنبا ہوگا مگر جنھوں نے دل کی آنکھوں سے قرآن وحدیث کو پڑھا ہے وہ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی باتوں کا انکار نہیں کر سکتے۔

اسمہٗ مکتوب مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح والقلم

(جن کا نام نامی لکھا ہوا ہے، بلند ہے، اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ، لوح وقلم میں منقش ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا نام نامی تمام الہامی کتابوں اور صحیفوں میں لکھا ہوا تھا جس کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ[1]

(پاتے ہیں جس کو لکھا ہوا اپنے پاس تورات وانجیل میں)

دوسری جگہ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ[2]

۱..... قرآن کریم، ۱۵۷/ اعراف/ ۷

۱..... قرآن کریم، ۱۴۶/ بقرہ/ ۲

(جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ایسے پہچانتے ہیں پیغمبر اسلام کو
جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔)

آپ کا نام نامی موجودہ تورات وانجیل میں بھی ہے[1] اور ہندوؤں کے ویدوں میں بھی ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے ذکر کو بلند فرمایا، قرآن کریم سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝[3]

(اور بلند فرمادیا ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو)

آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے آپ مشفوع بھی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''میرا ذکر کس طرح بلند ہوا''؟۔۔۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذا ذکرت ذکرت معی[4]

(جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔)

یہ رفعت و بلندی اور اللہ کے نام کے ساتھ وابستگی ہی ہے کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[5]

۱......انجیل برناباس، ص۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

۲......رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۲، منتر ۴؛ منڈل ۱۰، سکت ۳۶، منتر ۱۹

۳......قرآن کریم، / انشراح/۴

۴......خصائص الکبری، ج ۲، ص ۱۹۶

۵......روح البیان، ج ۱، ص ۱۳۳، بیروت

آپ کا نام نامی لوحِ محفوظ میں بھی منقوش ہے، جس کی تصدیق خود قرآن سے ہوتی ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝[1]

بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوحِ محفوظ میں

○

سید العرب والعجم

(عرب اور عجم کے سردار ہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے عرب وعجم کے سردار خود فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیٰمة[2]

(میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں)

اور قرآن کریم کی ان آیات سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے:

(۱) اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا[3]

(میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف)

(۲) لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا[4]

(تا کہ ہوں سارے جہان کو ڈرانے والے)

۱.....قرآن کریم، ۲۱-۲۲/ بروج/ ۸۵

۲.....مسلم شریف کتاب الفضائل حدیث: ۳

۳.....قرآن کریم، ۱۵۸/ اعراف/ ۷

۴.....قرآن کریم، ۱/ فرقان/ ۲۵

(۳) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا
وَّنَذِيۡرًا ○[1]

(اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر سارے انسانوں کے لئے خوش
خبری سنانے والا، اور ڈرانے والا)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ عرب وعجم کے سردار ہیں

○

جسمہ مقدس معطر مطہر منور فی البیت والحرم

(آپ کا جسم مبارک ہر عیب سے پاک، خوشبودار، پاکیزہ اور مسجد
حرام میں دمک رہا ہے)

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے آپ کے جسم ہی کو مطہر نہیں کیا بلکہ آپ کے سب گھر والوں کو پاک صاف کر دیا جس کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ
وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ○[2]

(یہی چاہتا ہے اللہ کہ دور کر دے تم سے ناپاکی اے نبی کے گھر
والو! اور پاک کر دے تمہیں خوب۔)

۲.....قرآن کریم، ۲۸/ سبا/ ۳۴

۳.....قرآن کریم، ۳۳/ احزاب/ ۳۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ستر بار استغفار فرماتے، اللہ تعالیٰ مغفرت چاہنے والوں اور پاک لوگوں سے محبت فرماتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے اللہ کو کتنی محبت ہے؟......اسی سے آپ کی پاکی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝[1]

(بیشک اللہ محبوب بنالیتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرے رہنے والوں کو)

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا جسم اطہر نہایت خوشبودار تھا۔[2] غیر مسلموں کی مذہبی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی اس خاص صفت کا ذکر ہے۔[3]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نورانیت کے لئے صرف قرآن کریم کی یہ آیت کافی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۝لا[4]

(آگیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب)

اس کی مزید تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۷ھ) کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو گزشتہ تیرہ سو برس سے نقل ہوتی چلی آئی ہے۔ اور جس کو امام بخاری کے استاذالاساتذہ حضرت ہمام بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا ہے اس حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے عرض کیا:

۱......قرآن کریم، ۲۲۲/ بقرہ/۲

۲......ابن عساکر، ج:۱،ص:۳۲۱، بخاری شریف، ج:۲،ص:۲۶۴، شرح مسلم للنووی، ج:۲،ص:۲۵۶

۳......محمد ریاض الرحیم، چندن کی خوشبو والے، کراچی ۱۹۹۰ء

۴......قرآن کریم، ۱۵/ مائدہ/۵

الجزء المفقود من الجزء الأول

من

المصنف

للحافظ الكبير أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني

(وُلد سنة ١٢٦ هـ - توفي رحمه الله تعالى سنة ٢١١ هـ)

بتحقيق

الدكتور عيسى بن عبد الله بن محمد بن مانع الحميري

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کونسی شئے پیدا کی؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:

اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ نے اسے پیدا فرما کر اس میں سے ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شئے پیدا کی۔[1]

یہ حدیث شریف بہت طویل ہے جس میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے عرش وکرسی، حاملین عرش، خازنین کرسی، لوح وقلم، جنت، ملائکہ، شمس وقمر، عقل وحکمت، عصمت وحیا، ارواح انبیاء ورسل، اولیاء، شہداء، سب کی تخلیق کا ذکر ہے۔

یہ حدیث پاک جدید سائنس کی رو سے نہایت اہم معلوم ہوتی ہے، سرسری عقل رکھنے والوں کی سمجھ سے بالاتر ہے غالباً اسی لیے اس حدیث شریف کو ناقابل اعتبار قرار دیے دیا گیا تھا، مگر اس کی صداقت پر ایک نہیں بیسیوں حوالے موجود ہیں، حال ہی میں اس کی دریافت ہو چکی ہے جو عبدالرزاق بن ہمام (م۔ ۲۱۱ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ''المصنف'' میں ہے۔ دوبئی کے سابق وزیر اوقاف شیخ عیسیٰ مانع الحمیر ی نے اس قلمی نسخہ کو دریافت کیا اور موصوف ہی نے اس کو مدوّن کر کے شائع کیا۔[2]

بیت اللہ شریف اور مسجد حرام میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے ذکر واذکار ہوئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت

۱..... عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، الجزاء المفقود من جزء الاول من المصنف، محققہ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع الحمیر ی، مطبوعہ دوبئی، ۲۰۰۵ء، ص: ۳، ۶۔۴

۲..... الجزاُالمفقود من الجزاُالاول من المصنف مصنفہ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، دوبئی، ۲۰۰۵ء، مرتبہ شیخ عیسیٰ مانع حمیری، دوبئی

اسماعیل علیہما السلام جب بیت اللہ کی بنیاد کھڑی کر رہے تھے تو آپ کا ذکر ہو رہا تھا، جس کی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ط[1]

(اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادوں کو اس گھر کی اور اسماعیل)

پھر اللہ نے تمام انسانوں کے لئے اس کو عبادت گاہ بنا دیا:

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ[2]

(اللہ نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کے لیے موجب امن مقرر فرمایا ہے)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو حکم دیا گیا:

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط[3]

(اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا بیت اللہ شریف اور مسجد حرام سے قوی تعلق ہے۔ آپ کا بچپن، آپ کی جوانی سب یہیں گزری، یہیں دعوت اسلام کا آغاز ہوا جو سارے عالم میں پھیل گیا، یہیں شادی ہوئی، یہیں اولاد ہوئی۔

۱.....قرآن کریم، ۱۲۷/ بقرہ/۲

۲.....قرآن کریم، ۹۷/ مآئدہ/۵

۳.....قرآن کریم، ۱۴۹/ بقرہ/۲

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ نور الھدیٰ کھف الوریٰ۔

(صبح کے آفتاب، چودھویں رات کے چاند، بلندی کے بالانشیں، ہدایت کے نور اور مخلوق کی پناہ۔)

جو لوگ ادب سے واقف ہیں ان کو معلوم ہے کہ محبوب کی باتیں اشارے کنائے میں کی جاتی ہیں اور اس کے لئے تشبیہات واستعارات استعمال کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات میں بطور استعارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے چہرہ مبارک اور زلف مبارک کا ذکر ہے۔ مثلاً ان آیات میں:

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیO[1]

(قسم ہے اس چمکیلے کی اور سیاہی والی کی جب ڈھانپ لے)

دوسری آیت میں یوں فرمایا:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَاO وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَاO[2]

(قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب پیچھے نکلے)

مولوی اشرف تھانوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

۱.....قرآن کریم، ۱۔۲/ضحیٰ/۹۳

۲ قرآن کریم، ۱۔۲/شمس/۹۱

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہٖ وسلم سے زیادہ حسین
نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے میں آفتاب چل رہا ہے اور
جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی۔"[۱]

شمائل ترمذی شریف میں ہے کہ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔[۲] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے سی رہی تھیں، چراغ بجھ گیا، اندھیرا ہوگیا، سوئی تلاش کررہی تھیں، اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم تشریف لے آئے، روشنی پھیل گئی، سوئی مل گئی۔[۳]

آپ بلندی کا سرچشمہ اور بلند سے بلند ہونے والے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○[۴]

(عنقریب تمہاری جگہ بنائے گا تمہارا پروردگار مقام محمود کو)

اور دوسری جگہ فرمایا:

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰیۙ○[۵]

(یقیناً پچھلی بہتر ہے تمہارے لئے پہلی سے)

اس میں کیا شک ہے کہ آپ ہدایت کے نور ہیں، آپ کی روشنی سے ایک عالم نے ہدایت پائی۔ قرآن کریم شہادت دے رہا ہے:

۱.....اشرف علی تھانوی: نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی، ص:۱۶۰

۲.....شمائل ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، حدیث:۷، ص:۲۱؛ ترمذی شریف، حدیث:۲۸۱۶

۳.....ابن عساکر، ج:۱، ص:۶۴

۴.....قرآن کریم، ۹/۷۹/اسراء/۱۷

۵.....قرآن کریم، ۴/ضحیٰ/۹۳

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[1]

(اور بیشک تم چلاتے ہو سیدھی راہ پر)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مخلوق کی پناہ گاہ ہیں، اس کی شہادت بھی قرآن حکیم دے رہا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ الآیۃ[2]

(اور اگر جب وہ ظلم کر بیٹھے اپنی جانوں پر، چلے آئے تمہارے پاس، اور بخشش مانگی اللہ کی اور مغفرت چاہی ان کے لیے رسول نے تو پالیا اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو گناہ گاروں کے لیے پناہ گاہ بنایا، جو گناہ کر کے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم میں حاضر ہو، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور حضور صلی اللہ وآلہ وصحبہ علیہ وسلم بھی اس کی طرف سے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے گا۔

○

مصباح الظلم، جمیل الشیم، شفیع الامم صاحب الجود والکرم

(اندھیریوں کے چراغ، بہترین عادات واخلاق والے، امتوں کی شفاعت کرنے والے، جود وسخا والے)

۱.....قرآن کریم، ۵۲/شوریٰ/۴۲

۲.....قرآن کریم، ۶۴/نساء/۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اندھیریوں کے چراغ ہیں، قرآن کریم میں آپ کو ''سراج منیر'' کہا گیا ہے یعنی روشن کرنے والا آفتاب، ارشاد ہوتا ہے:۔

وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○[۱]

(اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور روشن کرنے والا سورج)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریم اللہ نور السمٰوات الآیۃ [۲] کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے اس آیہ کریمہ میں ''طاق'' سے مراد ''سینۂ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم)'' ''چراغ'' سے مراد ''نور نبوت'' اور فانوس سے مراد ''قلب مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم'' بیان کیا [۳]...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا۔ تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ''مصباح الظلم'' اندھیروں کے چراغ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہترین اخلاق وعادات والے ہیں جس کی گواہی خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [۴]

(اور بلا شبہ تم یقیناً بڑے خلق پر ہو)

۱...... قرآن کریم، ۴۶/احزاب/۳۳

۲...... قرآن کریم، ۳۵/نور/۲۴

۳...... ابن جریر طبری (م ۳۱۰) جامع البیان، ج:۱۸، ص:۱۸۳، حدیث:۱۹۷۶۷، دار الفکر بیروت

۴...... قرآن کریم، ۴/قلم/۶۸

لوگ اخلاق عالیہ سے بلند ہوتے ہیں آپ کی شان یہ ہے کہ اخلاق عالیہ آپ کی نسبت سے اخلاق عالیہ ہوئے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا کہ آپ اخلاق عالیہ کے اوپر ہیں، یہ نکتہ قابل توجہ ہے۔

ایک آیۂ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اپنی صفات جلیلہ سے متصف فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ٥[۱]

(مسلمانوں پر بے انتہا کرم فرمانے والے مہربان)

دوسری آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نرمیٔ مزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص[۲]

(تو اللہ کی رحمت کا سبب ہے کہ تم نرم دل ہوئے ان کے لیے، اگر ہوتے تم طبیعت کے تند اور دل کے سخت تو ضرور وہ سب ادھر ادھر ہو جاتے تمہارے گرد سے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی یہ شان ہے کہ جب شاہ حبشہ کی طرف سے سفارت آئی تو خود مہمان نوازی فرمائی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو روک دیا۔[۳]

۱.....قرآن کریم، ۱۲۸/توبہ/۹

۲.....قرآن کریم، ۱۵۹/آل عمران/۳

۳.....ابوداؤد شریف، کتاب الادب بحوالہ سیرۃ النبی، ج:۲، ص:۲۹۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو یہ بھی گوارہ نہ تھا کہ سفر کا ساتھی، آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتا رہے اور آپ سواری پر چلتے رہیں۔ اس کو بھی اپنے ساتھ کر لیتے۔[۱] حلیمہ سعدیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو ان کی تعظیم کے لیے اپنی چادر بچھادی۔[۲] اور تو اور جب عرصہ دراز کے بعد ان کی بیٹی قیدی بن کر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنی چادر بچھادی اور بکریوں کا ریوڑ دے کر ان کو ان کے قبیلے میں واپس بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا تو قرآن حکیم میں ذکر کیا ہی ہے آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی شان بھی ان الفاظ میں بیان فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫[۳]

(محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے اصحاب ہیں وہ سخت ہیں (برسرپیکار) کافروں پر، رحمدل ہیں آپس میں، انہیں دیکھو گے رکوع کرتے ہوئے، سجدے میں پڑے ہوئے، چاہتے فضل کو

۱...... نسائی شریف، ص ۸۳، بحوالہ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۲۹۶

۲...... ابوداؤد شریف، کتاب الادب، بحوالہ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۳۰،

۳...... قرآن کریم، ۲۹، فتح / ۴۸

اللہ سے اور خوشنودی کو۔ ان کی پہچان ہے ان کے چہروں میں
سجدوں کے نشان ہیں۔ بیان ہے ان کا توریت میں اور ذکر ہے
ان کا انجیل میں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنی امت کے شفاعت کرنے والے ہیں۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط[۱]

(کون وہ ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے حکم سے)

آپ کی شان تو یہ ہے کہ قیامت کے دن ساری امتوں پر گواہ ہوں گے۔
قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

فَکَیْفَ اِذَاجِئْنَامِنْ کُلِّ اُمَّةٍ الآیة[۲]

(تو کیسا حال ہوگا جب ہم لے آئے ہر امت سے گواہ اور بنا دیا
تم کو ان سب پر گواہ۔)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ گواہی وہی دیتا ہے جو پاس موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو ورنہ وہ گواہی نہیں دے سکتا، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم راز سے پردہ اٹھایا ہے۔

۱.....قرآن کریم، ۲۵۵/ بقرہ/۲

۲.....قرآن کریم، ۴۱/ نساء/۴

والله عاصمه وجبریل خادمه والبراق مرکبه والمعراج سفره وسدرة المنتہیٰ مقامه

(اللہ ان کا محافظ ہے، جبرئیل ان کے خادم ہیں، براق ان کی سواری ہے، معراج ان کا سفر ہے اور سدرۃ المنتہیٰ اُن کی منزل ہے۔)

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا محافظ ہے، خود فرمارہا ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ [1]

(اور اللہ بچاتا رہے گا تم کو لوگوں سے)

حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت میں مسلسل آتے رہے، متعدد آیات سے اس حقیقت کا پتا چلتا ہے، ایک آیت میں ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ [2]

(اور بیشک یہ ضرور رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اس کو لے کر اترے روح الامین تمہارے دل پر)

۱.....قرآن کریم، ۶۷/ مائدہ ۵

۲.....قرآن کریم، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴/ شعراء ۲۶

غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔[۱] قرآن کریم میں غزوہ بدر میں فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے۔[۲] براق اور معراج کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں......

قابل توجہ بات یہ ہے کہ درود تاج میں جو لفظ ''سفر'' استعمال کیا گیا ہے یہ بھی قرآنی لفظ ہے۔[۳] درود تاج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے جس مقام کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىo عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰىo[۴]

(اور بیشک دیکھا انہوں نے اسے دوبارہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس)

○

وقاب قوسین مطلوبه والمطلوب مقصوده والمقصود موجوده۔

(قرب الٰہی اُن کا مطلوب ہے، اور مطلوب میں ان کا مقصود ہے
اور مقصود ان کے سامنے ہے)

قرآن کریم میں 'قاب قوسین' کا ذکر ہے یعنی وہ مقام قرب الٰہی جو آپ کا مطلوب تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱.....عمدۃ القاری، ۱/۱۷، ۲۵، المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ء

۲..... قرآن کریم، ۱۲۵/آل عمران/۳

۳.....قرآن کریم، ۱۸۴/ بقرہ/۲ اور ۱۸۵، ۲۸۴/ بقرہ/۲ او ۴۳/ نساء/۴

۴.....قرآن کریم، ۱۳، ۱۴/ نجم/۵۳

فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۙ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ [1]

(پھر متوجہ ہوا اور آسمان کے اونچے کنارے پر تھا، پھر قریب ہوا،
پھر اتر آیا، تو رہ گیا دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم)

یہاں سفر معراج کے آخری مرحلے کا ذکر فرمایا، ابتدائی مرحلے کا ذکر سورۂ اسراء میں آ چکا ہے۔۔ مقام قرب الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو مطلوب تھا اور یہی آپ کا مقصد تھا جو حاصل ہو گیا گویا مقصود موجود ہو گیا۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رأيت ربّي عزوجل [2]

(میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو دیکھا)

حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

سيد المرسلين ، خاتم النبيين ، شفيع المذنبين، انيس الغريبين، رحمة للعالمين۔

(تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں کے خاتم، گنہ گاروں کے شفیع، اجنبی مسافروں کے ہمدرد و غمخوار، سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت۔)

۱۔۔۔۔۔قرآن کریم، ۶، ۷، ۸، ۹/ نجم/ ۵۳

۲۔۔۔۔۔مسند امام احمد، ۱/ ۵، ۴/ ۵، ۲۵، ۲۷۷/ ۲۶۲۹، داراحیاء التراث العربی ۱۹۹۴ء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

خود فرمارہے ہیں:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الاخرہ ولافخر[1]

(میں دنیا اور آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، مجھے اس پر کچھ ناز نہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم خاتم النبین ہیں جس کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے:

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط[2]

(نہیں ہیں محمد تم مردوں میں کسی کے بھی باپ لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور سارے نبیوں میں آخری ہیں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ جس کا ذکر پیچھے بھی کیا گیا۔۔۔خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں:

میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔[3]

۱......ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، ۱۱/ ۳۰۵، بیروت مسند امام احمد، ۱/ ۲۶۴/ ۲۴۱۴

۲......قرآن کریم، ۴۰/ احزاب/ ۳۳

۳......المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/ ۴/ ۷۷، ۵۷مطبوعہ عراق

(ا) ''شفاعتی لمن شهد ان لااله الاالله مخلصایصدق قلبه و لسانه ''

(مسند امام احمد، ۲/ ۳۰۷)

(ب) ''شفاعتی لا هل الکبائر من امتی'' (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۳۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجنبی لوگوں کے بھی ہمدرد وغمخوار ہیں، احادیث شریفہ میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں، صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں، حضرت عبداللہ ذوالوجدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکہ کے رہنے والے تھے، دل میں اسلام کی لگن لگی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، علی الصبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دیکھا ایک مسکین پھٹے پرانے کمبل کے ٹکڑے لپیٹے پڑا ہے، پوچھا تم کون ہو؟ نام بتایا اسلام کی تڑپ ظاہر کی، مسلمان کرلیا، پھر ایسا لاڈ پیار دیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رشک ہونے لگا، جب انتقال ہوا قبر میں اپنے دست مبارک سے اتارا۔ اللہ اکبر! سچ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم انیس الغریبین تھے۔ اور رحمتہ للعالمین ہیں جس کی قرآن حکیم گواہی دے رہا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ [1]

(اورنہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے)

اور یہی رحمت اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قریب ہے، اس کی شہادت قرآن حکیم دے رہا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ○ [2]

(بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے، مخلص بندوں کے)

۱.....قرآن کریم، ۱۰۷/انبیاء/۲۱

۲.....قرآن کریم، ۵۶/اعراف/۷

راحة العاشقين، مراد المشتاقين، شمس العارفين، سراج السالكين، مصباح المقربين

(عاشقوں کی راحت، مشتاقوں کی مراد، عارفوں کے آفتاب، سالکوں کے چراغ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جاں نثاروں کے دل کا چین تھے، قرآن کریم اس کی گواہی دے رہا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ ط [1]

اور ان کے حق میں دعا کرو، بیشک تمہاری دعا ان کے لئے چین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم چاہنے والوں کی مراد ہیں، یہ مطلوب ومقصود خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ O [2]

۱.....قرآن کریم، ۱۰۳/توبہ/۹

۲.....قرآن کریم، ۲۴/توبہ/۹

(فرما دیجئے اگر تمہارے باپ (دادا) تمہارے بیٹے، تمہارے
بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جس کو تم
نے کمایا ہے اور تجارت جس کے خسارے کا تمہیں اندیشہ رہتا
ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، اگر یہ سب تمہیں زیادہ پیارے
ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے
سے، تو انتظار کرو، یہاں تک اللہ تم کو سزا دے اور اللہ راہ نہیں دیتا
نافرمان قوم کو۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے محبوب کو ہماری مراد بنایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ [1]

(اعلان کردو کہ اگر دوست رکھتے ہو اللہ کو تو پیچھے پیچھے چلو میرے،
دوست رکھے گا اللہ تم کو اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو اور
اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔)

اور اس مرادالمشتاقین (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) کے آداب یہ سکھائے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ
الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ [2]

۱.....قرآن کریم، ۳۱/آل عمران/۳

۲.....قرآن کریم، ۱۵۷/اعراف/۷

(تو جواُن کو مان گیا اور حقِ تعظیم ادا کیا اور حمایت کی اور پیروی
کی اس نور کی جو ان کے پاس نازل کی گئی ہے تو وہی لوگ
کامیاب ہیں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم 'شمس' ہیں 'سراج' ہیں 'مصباح' ہیں اس کے متعلق پیچھے عرض کیا جا چکا ہے۔

محب الفقراء والغرباء والمساکین

(فقیروں، پردیسیوں اور مسکینوں کے چاہنے والے)

قرآن کریم میں فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ
وَاَمۡوَالِهِمۡ[1]

(ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو بے دخل کئے گئے
اپنے گھر اور مالوں سے۔)

دوسری جگہ فرمایا:

فَاٰتِ ذَاالۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ ؕ[2]

(تو دیا کرو قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو)

۱.....قرآن کریم، ۸/حشر/۵۹

۲.....قرآن کریم، ۳۸/روم/۳۰ اور ۲۶/اسراء/۱۷ اور ۷/حشر/۵۹

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کو نہال کر دیا، اجنبی مسافروں وفقراء اور مساکین کا ایسا درد مند وغمخوار نہ پیدا ہوا، نہ پیدا ہوگا...... اس ماحول کے پروردہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسن علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔ جنہوں نے تین دن تک اپنا افطار مسکین، یتیم اور قیدی کو دیا خود بغیر سحر وافطار کے روزہ رکھا، قرآن کریم نے اس بے مثال ایثار وقربانی کا اس طرح ذکر کیا ہے......

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○[1]

(اور کھانا کھلائیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم کھلاتے ہیں بس اللہ ہی کے لئے، ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی معاوضہ اور شکر گزاری۔)

غور فرمائیں کس اخلاص وایثار سے کھانا کھلایا گیا۔ اور اپنا حال دیکھیں، اول تو کھلاتے نہیں، کھلانے والوں کو منع کرتے ہیں اور اگر کھلاتے بھی ہیں تو دکھا دکھا کر...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی صحبت میں اہل بیت اطہار کے ایثار واخلاص کا یہ عالم تھا جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی اجنبی مسافروں وفقراء اور مساکین کے ساتھ دردمندی وغمخواری کا جو عالم تھا وہ احادیث شریفہ میں تفصیل سے موجود ہے۔ یہاں چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

۱...... قرآن کریم، ۸۔۹/ دھر/۷۶

(۱)......ایک یہودی کا غلام بیمار تھا، کوئی خبر نہ لیتا تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اس کے گھر گئے، ساری ساری رات خدمت کرتے رہے حتی کہ اس کے سر اور پیر بھی دبائے۔[۱]

(۲)......ابو سفیان نے اپنے بیمار غلام کو اکیلا گھر میں ڈال رکھا تھا۔ کوئی تیمار دار نہ تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اس کے گھر گئے، رات سے صبح تک ٹانگیں دباتے رہے، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہو گیا۔[۲]

(۳)...... بوڑھا غلام اپنے آقا کے باغ میں پانی دینے کے لئے ڈول سے پانی نکالتا تھا تو ہاتھ کپکپانے لگے۔ آپ نے اس سے فرمایا، تو آرام کر میں پانی دیتا ہوں، پھر آپ نے سارے باغ کو پانی دیا۔[۳]

(۴)......غلام بیمار ہے، آقا کے خوف سے چکی میں آٹا پیس رہا ہے اور تکلیف کی وجہ سے زار وقطار رو رہا ہے، بیماری کی وجہ سے آٹا پیسا نہیں جا رہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دیکھ لیا، اس کو دلاسا دیا اور خود چکی میں آٹا پیسا، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہو گیا۔[۴]

(۵)......یتیم بچہ سامان اٹھا کر لے جا رہا تھا، آپ کو ترس آیا، اس کا سامان خود اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا۔[۵]

(۶)...... بازار میں ایک اندھی عورت گر پڑی، لوگ اس کی ہنسی اڑانے لگے، آپ نے سب کو نصیحت کی اور فرمایا: ''آؤ اس کو اٹھاؤ اور گھر تک

۱......محمد فیض احمد اویسی، ضوء السراج فی شرح درود تاج، مطبوعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ج ۲، ص ۹۲۔۹۳ (ملخصاً)

۲......ایضاً، ج ۲، ص ۸۹۔۹۰ (ملخصاً)

۳......ایضاً، ج ۲، ص ۹۱ (ملخصاً)

۴......ایضاً، ج ۲، ص ۸۷ (ملخصاً)

۵......ایضاً، ج ۲، ص ۹۲ (ملخصاً)

پہنچاؤ۔۔۔ پھر آپ اس کے لیے روزانہ کھانا لے جاتے۔۔۔ اس حسن خلق کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوگئی۔[1]

(۷)......ایک یتیم ننگے پیر، ننگے سر روتا ہوا جا رہا تھا، معلوم نہیں کس کا بچہ تھا، آپ کو ترس آیا، گود میں اٹھالیا، گھر لائے، کھلایا پلایا، وہ بچہ دو دن سے بھوکا تھا، کئی دن گھر میں رکھا، پھر اس کے گھر پہنچا دیا۔[2]

(۸)......ایک مسکین بڑھیا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے راستہ چلتے بات کرنا چاہی، تو آپ گلی میں کھڑے دیر تک باتیں کرتے رہے۔[3]

یہ دل داری وغمخواری اور ہمدردی ودردمندی عوام تو عوام، خواص میں بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دردمندی وغمخواری کی ایسی مثالیں قائم کردیں جو رہتی دنیا تک ہماری رہنمائی کرتی رہیں گی۔

......بیشک آپ محبّ الفقراء والغرباء والمساکین ہیں......

سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین

(جن وانس کے سردار، حرم مکہ، حرم مدینہ کے نبی، بیت اللہ اور بیت المقدس کے امام، دونوں جہاں میں ہمارا وسیلہ)

۱......محمد فیض احمد اویسی، ضوء السراج فی شرح درود تاج، مطبوعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ج۲، ص۸۵ (ملخصاً)

۲......ایضاً، ج۲، ص۹۴ (ملخصاً)

۳......ایضاً، ج۲، ص۹۴۔۹۵ (ملخصا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جن وانس کے سردار ہیں، آپ نے خود فرمایا:

انا سیدا لعالمین (بیہقی)

(میں دونوں جہاں کا سردار ہوں)

اور ایک جگہ فرمایا:

انا سید الناس[1]

(میں لوگوں کا سردار ہوں)

اور فرمایا:

انا اکرم الاولین والا'خرین[2]

(میں اولین وآخرین کا سردار ہوں)

ایک اور جگہ فرمایا:

ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم[3]

(اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا مجھے ان میں بہتر بنایا)

گویا سب سے بہتر اور سب کے سردار آپ ہیں۔ ملائکہ اور اجنہ سب کے آپ سردار ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، ادھر سے جنوں کا گزر ہوا، قرآن پاک سن کر وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

۱...... بخاری شریف، ۴/۱۶۳؛ ۶/۱۰۵، مسلم شریف، حدیث: ۳۲۷/۱۹۴/۴۷۲، ترمذی شریف حدیث: ۲۴۳۴

۲...... ترمذی شریف، کتاب المناقب باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳/۱۰۳-۱۰۴ حدیث: ۳۶۲۵

۳...... ترمذی شریف، ۱۳/۹۵، حدیث: ۳۶۱۶

اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ[۱]

((بلاشبہ یہ واقعہ ہوا) کہ خوب سنا چند جنوں نے تو بولے کہ بیشک ہم نے سنا نادر قرآن جو راہ دیتا ہے ہدایت کی طرف لہذا مان لیا ہم نے اس کو اور ہر گز نہ شریک بنائیں گے اپنے رب کا کسی کو۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم حرم کعبہ اور حرم بیت المقدس کے نبی بھی ہیں اور امام بھی۔۔۔۔ بخاری شریف میں ہے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی سمت پڑھی وہ نماز عصر تھی......[۲] پھر مدینہ منورہ میں کچھ عرصے کے لیے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی......[۳] قرآن کریم میں اس تبدیلی کی وجہ یہ بتائی۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ[۴]

(اور ہم نے نہیں بنایا تھا اس قبلہ کو جس پر تم تھے مگر اس لیے کہ الگ معلوم کرلیں (آزمائش کرلیں) جو غلامی کرے رسول کی ان میں سے اور جو الٹے پاؤں لوٹے۔)

۱...... قرآن کریم، ۱/جن/۷۲

۲......بخاری شریف، حدیث: ۴۰، ۳۹۹، ۴۴۸۶، ۷۲۵۲

۳......سنن الدارقطنی، باب التحویل الی الکعبہ، ج:۱،ص:۲۷۳، لاہور

۴......قرآن کریم، ۱۴۳/ بقرہ/۲

یعنی بیت اللہ سے بدل کر بیت المقدس کی طرف رخ اس لئے کرایا تھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے مسلمانوں کا تعلق معلوم ہوجائے اور منافق اور مسلمان الگ الگ ہوجائیں، قبلہ کا بدلنا ان کی زندگی کا ایک اہم واقعہ تھا؛ وہی اپنا قبلہ بدل سکتا تھا جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر پختہ ایمان تھا، کیونکہ ایمان کی روح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پیروی ہے۔ بیت المقدس کی طرف رخ کرنا اہل مکہ پر گراں ہوتا جو بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتے تھے اور بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا اہل مدینہ پر گراں ہوتا جو بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے، قبلہ کی تبدیلی سے ایمان کا امتحان ہوگیا اور مومن و منافق الگ الگ ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ سے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا تو اس سمت نماز پڑھی جانے لگی لیکن ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کی خواہش لئے نماز ہی میں آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا۔۔ ارشاد ہوا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط[۱]

(ہم ملاحظہ کررہے ہیں تمہارے چہرے کے بار بار اٹھنے کو آسمان کی طرف تو ضرور پھیر دیں گے ہم تم کو تمہارے پسندیدہ قبلہ کی طرف تو اب پھیر دو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور تم لوگ جہاں کہیں ہو اپنا اپنا رخ اس کی طرف کرو۔)

۱.....قرآن کریم، ۱۴۴/ بقرہ/۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے پہلے بیت اللہ کی سمت نماز کی امامت فرمائی، پھر بیت المقدس کی طرف نماز کی امامت فرمائی، اور آخر میں پھر بیت اللہ کی طرف۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ''نبی الحرمین'' بھی ہوئے اور ''امام القبلتین'' بھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم دنیا وآخرت میں؛ اس لئے مسلمانوں کا وسیلہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآية [1]

اس آیت کی تفسیر وتشریح پیچھے عرض کر دی گئی ہے۔

ابھی تو آپ دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلے سے دعا فرمائی جس کا قرآن کریم میں بھی اشارۃً ذکر ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ [2]

(پس پالئے آدم نے اپنے پروردگار سے خاص کلمے تو درگزر فرمادیا انہیں، بیشک وہی درگزر فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔)

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کے جو کلمات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے روایت فرمائے، ان میں یہ کلمات بھی ہیں:

يا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی [3]

۱.....قرآن کریم، ۶۴/نساء/۴

۲.....قرآن کریم، ۳۷/بقرہ/۲

۳.....البدایہ والنھایہ لابن کثیر، ۶/۱۴۲، دار الفکر، بیروت

ابھی آپ پانچ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی جس پر ابوطالب نے چند اشعار فرمائے، ایک شعر یہ بھی تھا:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

ثمال الیتمی عصمۃ للارامل[1]

(گورے رنگ والا جس کے چہرے کے وسیلے سے مینہ طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کا ماویٰ اور بیواؤں کا ملجا ہے۔)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا فرمائی[2]

اصل میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو خود یہ حکم دیا ہے کہ اس تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کیا کریں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ[3]

(اے وہ جو ایمان لا چکے! اللہ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ)

وسیلہ نیک اعمال کا بھی ہوسکتا ہے اور اُن کا بھی جو نیک اعمال کرتے ہیں، موٹی سی بات ہے کہ جس کا عمل وسیلہ بن سکتا ہے وہ بدرجہ اولیٰ خود بھی وسیلہ بن سکتا ہے؛ اس

۱.....دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۱ اور مجمع الزوائد، ۸/۲۸۲

۲.....بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، حدیث:۱۰۱۰ مع فتح الباری، ۲/۴۹۴ اور دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۷

۳۰.....قرآن کریم، ۳۵/ مائدہ/۵

لئے قرآن کریم میں ہے کہ مقربین خود بھی وسیلہ تلاش کرتے ہیں:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ط [۱]

(وہ مقرب لوگ جنہیں کفار معبود پکارتے ہیں وہ خود چاہتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ کہ ان کا کون سب سے اللہ کے قریب ہے اور امیدوار ہیں اس کی رحمت کے اور ڈریں اس کے عذاب سے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم غزوات میں کامیابی کے لئے غریب مہاجرین کے وسیلے سے خود دعا فرماتے تھے۔ [۲] حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اپنے اور دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلے سے یہ دعا فرمائی۔

اغفر لامی فاطمه بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء الذی من قبلی فانک ارحم الراحمین۔ [۳]

(الٰہی میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو فراخ کردے اپنے نبی کے وسیلے سے اور ان انبیاء کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے مبعوث ہوئے بیشک تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔)

۱.....قرآن کریم، ۵۷/۱۷/اسراء/۱۷

۲.....مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب: ۹۴

۳.....طبرانی، ابن حبان، حاکم اور ابن ابی شیبہ

○

صاحب قاب قوسین، محبوب رب المشرقین، ورب المغربین جدّالحسن والحسین

(مقام قرب الٰہی کے حامل، مشرقین ومغربین کے پروردگار کے محبوب، حسن وحسین کے جدامجد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم صاحب قاب قوسین ہیں کہ قرآن کریم میں آپ ہی کے لئے ارشاد ہوا:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی○[1]

رب المشرقین ورب المغربین کے[2] محبوب ہیں اور ایسے محبوب کہ آپ کی اطاعت وپیروی، اطاعت کرنے والے کو اللہ کی نظر میں محبوب بنادیتی ہے،[3] ہر محبوب اپنی اطاعت چاہتا ہے مگر کمال محبت یہ ہے کہ رب کریم محبوب کی اطاعت چاہتا ہے اور اس اطاعت کے صلے میں اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے محبوب نواسے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''حسن وحسین دونوں میرے بیٹے ہیں، جس نے ان

۱.....قرآن کریم، ۹/ نجم/ ۵۳

۲.....قرآن کریم، ۱۷/ رحمٰن/ ۵۵

۳.....قرآن کریم، ۳۱/ ال عمران/ ۳

دونوں کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا، جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا''۔[۱]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔[۲]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اہل بیت سے محبت فرماتے تھے۔[۳]

مولٰینا ومولی الثقلین ابی القاسم محمد بن عبداللہ نور من نور اللہ

(ہمارے آقا، جن وانس کے مولیٰ، یعنی ابی القاسم محمد بن عبداللہ اللہ کے نور میں سے ایک نور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہمارے آقا و مولیٰ ہیں اور جن وانس کے آقا و مولیٰ ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

۱......اس سلسلے میں کئی احادیث ہیں، تفصیل کے لیے مطالعہ کریں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، ج:۲، مکتوب:۳۶

۲......البدایہ والنہایہ، ج:۸، ص:۲۵

۳......بخاری شریف، ج:۲، ص:۵۲۶

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ الآیۃ

(نبی ایمان والوں کی جان کے مالک اور جان سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔)

آقا و مولیٰ وہی ہوتا ہے جو مالک بھی ہو اور اس کا حکم نافذ بھی ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا حکم نافذ ہے، جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝[1]

(تو تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم وہ ایمان نہیں لاتے یہاں تک کہ اپنا فیصلہ کنندہ مانیں تم کو ہر معاملہ میں جس میں ان کے درمیان جھگڑا ہو پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کھٹک جو تم نے فیصلہ کر دیا اور جی جان سے مان لیں۔)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو حلال وحرام کا اختیار بھی دے دیا۔ فرمایا:

وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ[2]

(اور نہ حرام جانیں جس کو حرام فرمادیا اللہ اور اس کے رسول نے)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہمارے اور جن وانس کے مالک و مولیٰ ہیں۔ مزید چند آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ کے اقتدار واختیار کا پتا چلتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

۱.....قرآن کریم، ۶۵/ نساء/۴

۲.....قرآن کریم، ۲۹/ توبہ/ ۹

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط[۱]

(اور نہیں ہے نہ کسی مومن اور مومنہ کا حق جب کہ حکم دے دیا اللہ اور اس کے رسول نے کسی امر کا کہ رہ جائے انہیں کچھ بھی اختیار۔)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا فیصلہ اٹل ہے، کسی کو اس فیصلے میں ذرہ برابر تبدیلی کا اختیار نہیں ہے۔

ایک آیۂ کریمہ میں یہاں تک فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بلائیں فوراً حاضر ہو خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو کیوں کہ حکم کی تعمیل بھی عبادت ہے، جب کام کر چکو نماز وہیں سے شروع کرو جہاں سے چھوڑی تھی؛ کیوں کہ حقیقت میں تم نماز ہی میں تھے۔ ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج[۲]

(اے وہ جو ایمان لا چکے اپنی حاضری سے جواب دو اللہ اور رسول کا جب پکاریں تم کو رسول اس لئے کہ تم کو زندہ کر دے۔)

اس سے بڑھ کر اور کیا اطاعت ہوگی؟ بلکہ یہاں تک فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محفل میں آئے ہو تو اب جانا تمہارے اختیار میں نہیں جب تک وہ اجازت نہ دیں۔[۳]

۱.....قرآن کریم، ۳۶/احزاب/۳۳

۲.....قرآن کریم، ۲۴/انفال/۸

۳.....قرآن کریم، ۶۲/نور/۲۴

مالک ومولیٰ کو حکم کا بھی اختیار ہے، فیصلہ کا بھی اختیار ہے، دینے کا بھی اختیار ہے، حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے عطا فرما کر فرمایا ''کچھ اور مانگ''[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ کے والد ہیں (آپ اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے) اور حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں۔۔۔ لیکن ''نور من نور اللہ'' (اللہ کے نور میں سے ایک نور) اس کی کچھ تفصیل پیچھے آچکی ہے، کچھ اور عرض کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝[۲]

(بیشک آ گیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت نہیں بلکہ دو حقیقتوں کا ذکر فرمایا ہے، ''نور'' اور ''روشن کتاب''۔۔۔ جب بیچ میں ''اور'' آجائے تو دو حقیقتیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ ایک نہیں رہتیں۔ جیسے ہم کہیں ''قرآن اور حدیث''۔۔۔ تو یہ دونوں ایک شمار نہ ہوں گے بلکہ دو شمار ہوں گا، خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔۔۔ اس لئے بہت سے مفسرین نے ''نور'' سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ذات گرامی لی ہے۔[۳]

۱...... موردالظمان، حدیث: ۲۴۳۵، اور مجمع الزوائد، ۲/ ۲۴۹، اور معجم الکبیر للطبرانی، ۵/ ۵۲، اور البدایہ والنہایہ، ۵/ ۲۳۵

۲...... قرآن کریم، ۱۵/ مائدہ/ ۵

۳...... مندرجہ ذیل مفسرین نے 'نور' سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ذات اقدس لی ہے۔

(ا) تفسیر روح البیان، ج ۲، ص ۳۲۹ (ب) تفسیر ابن جریر، ج ۴، ص ۱۶۰

(ج) تفسیر مظہری، ج ۳، ص ۶۸ (د) تفسیر ثنائی، ج ۱، ص ۳۶۲

(و) تفسیر نیشاپوری، ج ۱، ص ۵۵ (ھ) تفسیر عرائس البیان، ج ۱، ص ۲۳۸

ویسے بھی آپ کی تشریف آوری سے دنیا میں اجالا ہوگیا، یہ تو آنکھوں دیکھی بات ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں فرمایا:

یاجابر، اول ماخلق اللّٰہ نوری[۱]

(اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔)

قرآن کریم میں ایک اور آیت ہے جو اس راز سے پردہ اٹھاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ
کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط
اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ
مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ لا یَّکَادُ زَیْتُھَا
یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط
یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝[۲]

(اس کے نور کی مثال جیسے ایک طاق، اس میں چراغ، چراغ فانوس میں، گویا ستارہ ہے موتی جیسا، روشن کیا جاتا ہے مبارک

۱......مولوی حسین احمد مدنی نے الشھاب الثاقب میں یہ حدیث نقل کی ہے۔
''اول ما خلق اللہ نوری '' (ص ۴۷) اور شاہ ولی اللہ نے بھی اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (ص ۹۲) میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

۲......قرآن حکیم، ۳۵/نور/۲۴

درخت زیتون سے جو پورب کا نہ پچھمؔ کا، اب اس کا تیل روشن
ہونے کو ہے کہ نہ چھڑ جائے اسے آگ، نور علی نور، اللہ نور کی راہ
سے جسے چاہے ہدایت دے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے
لوگوں کے لئے اور اللہ ہر موجود کو جاننے والا ہے۔)

اللہ تو بے مثال ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم آئینہ جمال الٰہی ہیں۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوبی یار کا جواب کہاں

اس آیۂ کریمہ میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے 'نور محمدی' (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) کو بیان فرمایا ہے۔ دوسری بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا کہ وہ زمین وآسمان کا نور ہے، یعنی زمین وآسمان میں کوئی جگہ نہیں جو اس کے نور سے خالی ہو، اور فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے، تو کائنات کا کوئی گوشہ نہیں جہاں درود نہ پڑھا جا رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات کریمہ میں اس نور کا ذکر فرمایا، مثلاً مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے دشمنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ
اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝[۱]

(چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنی پھونک سے اور اللہ کو نا منظور ہے مگر یہ کہ پورا کر دکھائے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ)

۱.....قرآن کریم، ۳۲/توبہ/۹

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ ط وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ [1]

(چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے اور اللہ پورا فرمانے والا ہے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ۔)

بعض علماء نور سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ذات مراد نہیں لیتے شاید اس لئے کہ ہمارے مدارس عربیہ کے نصاب میں 'نور' (light) ایک مضمون کی حیثیت سے شامل نہیں۔ یہ مضمون دور جدید کا اہم مضمون ہے جس کی طرف علماء کی توجہ ضروری ہے۔

میدان حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر ایمان لانے والوں، آپ سے محبت کرنے والوں، آپ کی اطاعت کرنے والوں کے چہرے بھی نور سے چمک رہے ہوں گے، جب وہ لوگ پاس سے گزریں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو مانتے ہوئے بھی نہیں مانتے۔ تو ان کے چمکتے چہرے دیکھ کر کہیں گے:

اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ ج [2]

(ذرا ہمیں دیکھ تو لو، تمہاری روشنی سے ہم بھی کچھ لے لیں۔)

۱.....قرآن کریم، ۸/صف/۶۱

۲.....قرآن کریم، ۱۳/حدید/۵۷

یـٰایـهـا الـمـشـتـاقـون بنور جماله صلوا علیه وآله واصحابه وسلموا تسلیما ہ

(اے ان کے حسن وجمال کے عاشقو! ان پر، ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، خوب خوب درود وسلام بھیجو!)

درود تاج کے یہ آخری الفاظ یا یهـا الـمـشـتـاقـون بنور جماله اصل میں قرآن کریم کی آیت 'یـا یـهـا الـذیـن آمنوا'[1] کی تفسیر وتشریح ہے۔ پھر اسی آیت کریمہ صـلـو اعلیه[2] کی بھی تفسیر وتشریح ہے اور آخر میں آیۃ کریمہ کے اصل الفاظ ہیں:

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا[3]

اوپر درود تاج کا قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا گیا، کوئی لفظ یا کوئی حرف ایسا نہ پایا جو لفظاً یا معناً قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس درود پاک کے مؤلف کوئی عالم وعارف ہیں، کیونکہ کلام، متکلم کے باطن کی عکاسی کرتا ہے جس میں متکلم کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر متکلم یا مصنف جاہل وان پڑھ یا شریعت سے بے خبر ہو تو ایک لفظ سے اس کے جہل ونادانی کا پتا لگ جاتا ہے۔ درود تاج کے مؤلف کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن شاذلی (۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) نے اس کو تالیف کیا ہے۔ آیئے دیکھیں یہ کون بزرگ ہیں۔

۱.....قرآن کریم، ۵۶/احزاب/۳۳

۲.....قرآن کریم، ۵۶/احزاب/۳۳

۳.....قرآن کریم، ۵۶/احزاب/۳۳

آپ کا نام سید علی، والد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالجبار تھا۔ آپ حسنی ہیں، ولادت ۵۹۳ھ/۱۱۹۶ء میں مراکش کے شہر سبتہ کے قریب ایک بستی غمارہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنی بستی میں حاصل کی، آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم کی تعلیم سے فارغ ہوئے پھر مقامی علماء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی اس کے بعد بغداد گئے اور وہاں ماہرین سے مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی۔ بغداد سے اپنے وطن آئے اور یہاں شیخ عبدالسلام بن مشیش سے شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کی۔ مرشد کے حکم پر افریقہ کے شہر شاذلہ تشریف لائے، یہاں ریاضات ومجاہدات کے بعد تیونس تشریف لائے اور مخلوق کی ہدایت ورہنمائی میں مصروف ہوگئے۔ یہاں سے اسکندریہ تشریف لائے اور غالباً یہیں ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ اسکندریہ میں آپ کے درس میں وقت کے جید علماء شریک ہوتے تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے علم وعرفان سے استفادہ کیا۔ آپ نے متعدد حج کیے، آخری بار ۶۵۶ھ میں روانہ ہوئے تو راستہ میں صحرائے عیذاب میں ماہ ذوالقعدہ میں وصال فرمایا اور اسکندریہ ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں اور تصانیف میں تیرہ چودہ کتابیں ہیں۔[۱]

ابوالحسن شاذلی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عالم وعارف اور زاہد ومتقی تھے اور وقت کے جید علماء بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے، عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے بزرگ عالم کی تصنیف وتالیف کا کوئی لفظ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

۱.....(ا) الشیخ محمد الصائم: اہل البیت فی مصر، ص ۴۷

(ب) سید حسین منصور شعبان: مقدمہ لطائف المنن، ص ۷۔۵

(ج) اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد یازدھم، ص ۵۶۲

قرآن حکیم میں مطلق درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا [1]

اور الفاظ و حروف کی بھی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔۔۔ جب یہ آیت اتری تو صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کیا کہ درود کس طرح پڑھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا، اس کے علاوہ اور بہت سے درود تلقین فرمائے مگر ہمارے علم میں، یہی ایک درود شریف ہے، ان درودوں کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ یقیناً جو صیغے آپ نے ارشاد فرمائے وہ سب سے بہتر ہیں مگر درود پاک کے وہ صیغے بھی جو آپ کی شان میں کہے گئے ہیں، کم اہم نہیں جو علماء و مشائخ نے اپنے اپنے ذوق و شوق اور اپنی اپنی محبت و لگن سے تالیف کیے ہیں اور جو ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، ان درودوں کا سلسلہ عہد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چلا آ رہا ہے۔ چناں چہ تبلیغی نصاب میں ''مولیٰ صل وسلم دائما ابدا علی حبیک خیر الخلق کلھم'' کو بطور درود ذکر کیا گیا ہے۔[2] درود، محبت کے اظہار کا موثر ذریعہ ہے؛ اس لئے محبت والے اپنی محبت کا کسی نہ کسی رنگ میں اظہار کرتے ہیں پھر درودوں کی پہچان کے لئے ان کے نام بھی رکھ لئے گئے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہر چیز کا نام رکھتے تھے حتیٰ کہ گھر کے مختصر برتنوں کے بھی نام تھے۔ درود پاک، اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے درود کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا کہ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ ہم اس

١.....قرآن کریم ٥٦/احزاب/٣٣

٢.....تبلیغی نصاب، فضائل درود، الشیخ محمد موسیٰ الروحانی البازی کی کتاب ''البرکات المکیہ فی الصلوٰۃ النبویۃ'' (مکتوبہ ١٤١٣ھ) حال ہی میں نظر سے گزری اس میں ٥٠٠ سے زیادہ درود شریف ہیں جن کو سات احزاب پر تقسیم کیا گیا ہے (شائع کردہ ادارہ تصنیف و ادب، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع چہارم ١٤٢٢ھ/٢٠٠١ء)

راز کو پانے کی کوشش نہیں کرتے اور اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کون سا درود شریف جائز ہے، کونسا ناجائز، درود شریف پڑھیں بھی یا نہیں، پڑھیں تو زور سے پڑھیں یا آہستہ وغیرہ وغیرہ۔

غور فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم کو درود و سلام پڑھنے کا حکم دے رہا ہے، اور ہم اللہ سے عرض کر رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

(اے اللہ تو ہی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) پر درود بھیج۔)

ہم تو حکم ماننے والے ہیں، حکم دینے والے نہیں۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے جو فرمایا حق فرمایا، بندے آپ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے، جس نے آپ کی حقیقت کو پہچانا وہی آپ کی کما حقہ تعریف وتوصیف کر سکتا ہے، اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''میرے پروردگار کے سوا میری حقیقت کو کسی نے نہ پہچانا''

لیکن آیت کریمہ کی تعمیل میں جن علماء ومشائخ نے درود پاک تالیف فرمائے، بعض حضرات ان کو پڑھنے سے روکتے ہیں، یہ روکنا تو اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے، جو حکم بجالایا ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیوں بجالایا؟۔۔۔ کیسی عجیب بات ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے درود تالیف کرنے والوں اور درود پڑھنے والوں کی قرآن کریم میں یہ شان بیان فرمائی:

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ [1]

(وہی ہے جو درود بھیجے تم پر اور اس کے فرشتے)

---

[1]......قرآن کریم،۳۳/۴۳،احزاب/۳۳

درود کے فضائل اپنی جگہ، سب سے بڑھ کر فضیلت یہ ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھ رہے ہیں، ہم گنہ گار روسیہ کار اس قابل کہاں مگر درود پاک ہم کو اس قابل بنا دیتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پاک و ناپاک اور نیک و بد کا ایک معیار بتایا ہے جس سے ہر بات آسانی سے پہچانی جا سکتی ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ پاک باتیں باقی رہتی ہیں اور بلندی کی طرف جاتی ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝[1]

(پاکیزہ بات کی مثال جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں۔)

دوسری جگہ فرمایا:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ط[2]

(اس کی طرف چڑھتی ہیں پاکیزہ باتیں اور نیک کام ان کو اور چڑھاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔)

اور ناپاک اور بری باتوں کے لئے فرمایا:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝[3]

۱.....قرآن کریم، ۲۴/ ابراھیم/ ۱۴

۲.....قرآن کریم، ۱۰/ فاطر/ ۳۵

۳.....قرآن کریم، ۲۶/ ابراھیم/ ۱۴

(اور گندی بات کی مثال جیسے گندہ درخت جو زمین کے اوپر سے
کاٹ دیا گیا، اس کو قرار ہی نہیں۔)

دوسری جگہ فرمایا:

وَيَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ وَيُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ط [1]

(اور مٹا دیتا ہے اللہ باطل کو اور درست رکھتا ہے حق کو اپنی
باتوں سے۔)

''درود تاج'' گزشتہ آٹھ سو برس سے سارے عالم میں پڑھا اور سنا جارہا ہے۔۔۔قرآن کریم کے اوپر بیان کردہ ضابطے کی روشنی میں اگر ہم درود تاج کا جائزہ لیں تو حقیقت واضح ہوجاتی ہے ہمارے شکوک وشبہات کا ازالہ قرآن کریم ہی کرسکتا ہے۔

○

درود تاج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کئے گئے ہیں؛ کیوں کہ ''صلّی'' کے معنی ہی ''اچھی تعریف کرنا'' [2] ہیں؛ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔فضائل وکمالات سن سن کر ہی شخصیت سے محبت ہوتی ہے اور محبت سے اطاعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، جب محبت ہوجاتی ہے تو محبّ، محبوب کے بارے میں غلط بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا، محبّ کی نفسیات

۱.....قرآن کریم، ۲۴/شوریٰ/۴۲

۲.....المنجد، ص ۵۷۵، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء

یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتا ہے، کوئی تعریف کرتا ہے تو وہ لڑتا جھگڑتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ علماء اسلام کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے درودوں کے ذریعہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے وہ بے شمار فضائل وکمالات عطا فرمائے جو قرآن وحدیث میں موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ کوئی بیان نہ کرے اور ہم سے چھپائے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود ونصاریٰ کے علماء چھپایا کرتے تھے، توریت وانجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا نام نامی اور فضائل وکمالات اس لئے چھپاتے تھے کہ یہود ونصاریٰ کو معلوم نہ ہوجائیں اور وہ مشرف باسلام نہ ہوجائیں۔

قرآن کریم میں ان حقائق کا اس طرح ذکر فرمایا گیا:

وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ○[1]

(بیشک ان میں سے ایک گروہ حق کو ضرور چھپاتا ہے جانتے بوجھتے۔)

دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ لا اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ○[2]

(بیشک جو لوگ چھپائیں جو اتارا ہے روشن باتوں اور ہدایت کو بعد اس کے کہ بیان فرمادیا ہم نے اس کو لوگوں کے لئے کتاب

۱.....قرآن کریم، ۱۴۶/ بقرہ/۲

۲.....قرآن کریم، ۱۵۹/ بقرہ/۲

میں۔ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ کی پھٹکار اور سارے لعنت کرنے والوں کی لعنت۔)

اور چھپانے کی یہ کارروائی لے دے کے ہوتی تھی، اس کا بھی ذکر قرآن کریم میں ہے۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی [۱]

(وہ لوگ جنہوں نے خریدا گمراہی کو ہدایت کے بدلے)

پھر دوسری آیت میں فرمایا:

''بیشک جو لوگ، چھپائیں جس کو اتارا اللہ نے کتاب میں اور اس سے حاصل کریں تھوڑی قیمت وہ لوگ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ۔''[۲]

تو چھپانے والے چھپاتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کی یہ چھپائے جانیوالی باتیں لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں تو وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوتے ہیں اور کڑھتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں، اے کاش! ہمارے علماء نے پہلے ہی ہم کو بتادیا ہوتا تو شرمساری نہ ہوتی۔

دنیا کے حالات کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ دو صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف یہ عالمی تحریک چل رہی ہے کہ مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ان کے بزرگوں سے بدظن کر دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے ملت اسلامیہ کا یہ مرض تشخیص کیا ہے کہ اپنے بزرگوں سے بدگمانی ان کا سب سے بڑا مرض ہے۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ بزرگوں کے اعمال وافعال اور اقوال کو

۱.....قرآن کریم، ۱۷۵/ بقرہ/۲

۲.....قرآن کریم، ۱۷۴/ بقرہ/۲

کفر وشرک اور بدعت ثابت کیا جائے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کو ماضی سے کاٹ کر بے دست و پا کر دیا جائے۔ غور فرمائیں اگر ہمارے بزرگ غلط تھے تو ساری دنیا میں مسلمانوں کی حکومتیں کیوں مستحکم تھیں؟۔۔۔ کیوں اسلام کے دشمن ان سے خوف زدہ تھے؟۔۔۔ اور اب جو حال ہے، آپ کے سامنے ہے۔۔۔ اگر ہم صحیح ہیں باوجود اتنی سلطنتوں کے یہ عالمی رسوائی کیوں ہے؟۔۔۔ اچھے اقوال و اعمال اپنے اندر طاقت رکھتے ہیں، یہی ان کی اچھائی کی علامت ہے۔۔۔ دل کو شکوک وشبہات سے پاک کرنے کے لئے فقیر شریعت کا ایک آسان سا ضابطہ عرض کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:

> حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔۔ جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (مباح و جائز) ہے۔[1]

ایک حدیث شریف میں فرمایا، ایسی مباح اور جائز چیزوں میں بحث نہ کرو،[2] کوئی کرتا ہے کرے، نہیں کرتا نہ کرے۔۔۔ قرآن کریم میں ایسی مباح چیزوں پر حلال و حرام کا حکم لگانے سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ O [3]

۱..... ترمذی شریف، کتاب اللباس، حدیث: ۱۷۳۶، اور ابن ماجہ، حدیث: ۳۳۶۷

۲..... مشکوۃ شریف، کراچی، ص: ۳۲

۳..... قرآن شریف، ۱۱۶/النحل/۱۶

(اور مت کہہ دیا کرو جو تمہاری زبانیں جھوٹ بکتی ہیں کہ "یہ حلال
ہے اور یہ حرام" تا کہ گھڑو اللہ پر جھوٹ، بیشک جو لوگ گڑھیں
اللہ پر جھوٹ ناکام ہیں۔)

اس واضح آیت کے ہوتے ہوئے اس قسم کے غیر دانشمندانہ بحث ومباحثے سے ہمارے جوان ذہنی الجھن میں مبتلا ہوتے ہیں اور دین ودینداروں سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں، فقیر کے نزدیک وہ ہماری شفقتوں کے محتاج ہیں، ان میں ذوق وشوق ہے، ان میں لگن ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے کیسا اچھا اور آسان اصول ہم کو دیا ہے، اگر اس اصول پر کاربند رہے تو کسی الجھن میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

'درودتاج' کے بارے میں ہمارے شکوک وشبہات سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ہیں، الحمدللہ اب سارے حقائق روز روشن کی طرح سامنے آگئے ہیں، حق تو یہ ہے کہ صاحب درود تاج نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پاک سیرت، ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی ہے۔

آپ کا نام نامی، آپ کی آل واولاد، آپ کی صورت وسیرت، آپ کا حسن وجمال، آپ کے حالات وواقعات، آپ کی عادات وخصائل، آپ کا مقام ومرتبہ، آپ کے تفردات وامتیازات، آپ کے معجزات وخرق عادات، آپ کی محبوبیت وختمیت، آپ کی فضیلت واقربیت الغرض آپ کی حیات پاک کا ہر گوشہ سامنے آگیا۔

وہ کچھ اس صورت سے آئے جلوہ دکھلاتے ہوئے
میں یہ سمجھا کہ وسعت کونین میرے دل میں ہے

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی

کتبہٗ گوہر قلم

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبد الراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر B-2 سرنج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلّہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-263041-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔اردو بازار، لاہور، فون نمبر۔ 042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: (914)709-1705 فیکس: (914)709-1593

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B67 7JD، انگلینڈ، U.K.۔

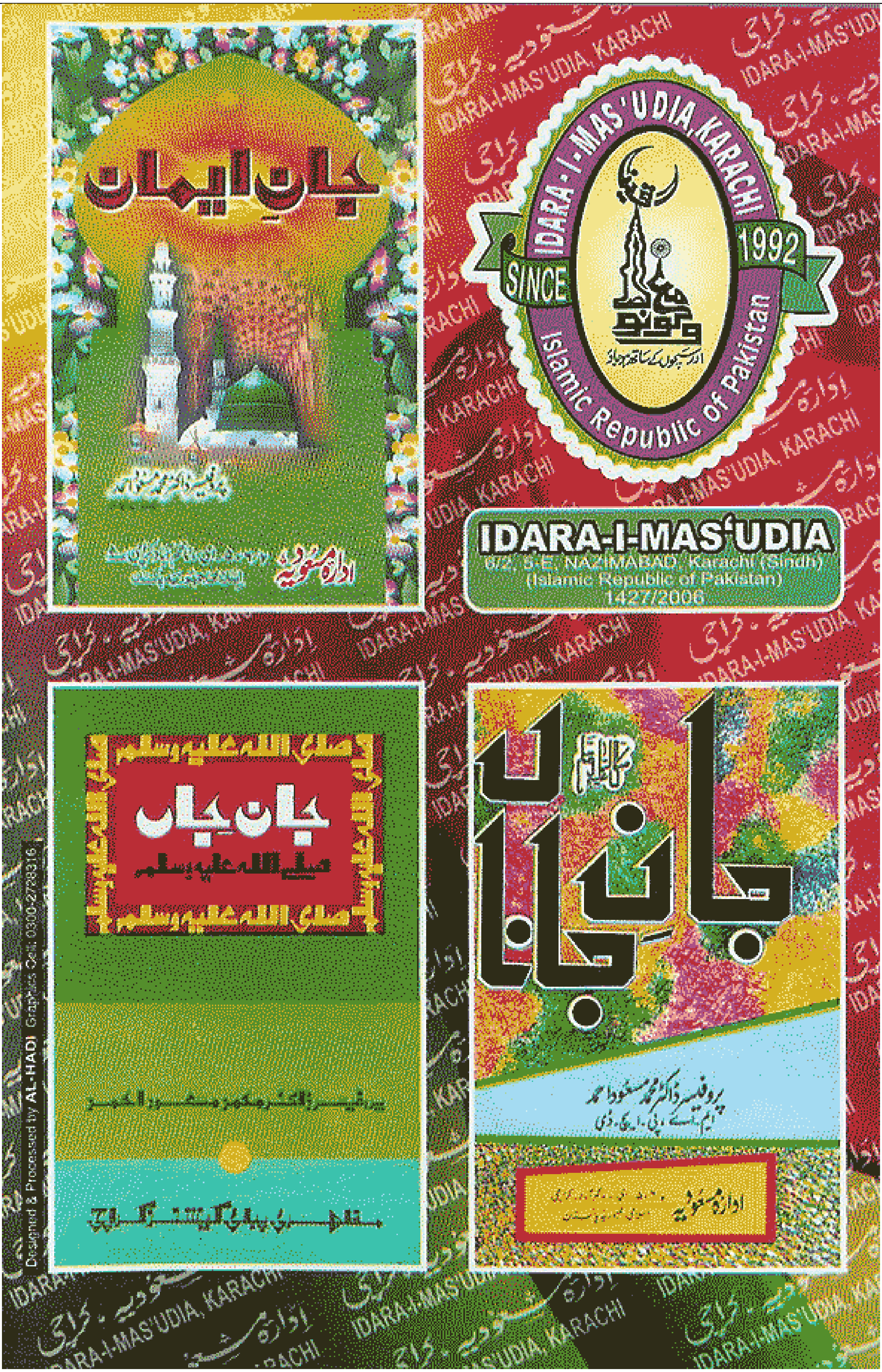
جانِ ایمان
IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI
SINCE
1992
Islamic Republic of Pakistan
IDARA-I-MAS'UDIA
6/2, 5-E, NAZIMABAD, Karachi (Sindh)
(Islamic Republic of Pakistan)
1427/2006
جانِ جاں
صلی اللہ علیہ وسلم
جانِ جاناں
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی
ادارہ مسعودیہ
Designed & Processed by AL-HADI Graphics Cell: 0300-2783316